© rasailojaraid.com

انسان کی گمراہی کے اسباب (قسط نمبر ا)

واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفينا عليه آباء نا اولو كان آباء هم لا يعقلون شيئا ولايهتدون. (ترجمہ) اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی اتباع کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا گو ان کے باپ دادے بے عقل اور ہدایت یافتہ نہ ہوں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی گمراہی اور ضلالت کے کئی ایک اسباب ہیں ان میں بعض اہم اسباب کا تذکرہ کرنا مقصود ہے تا کہ ہم اپنے آپ کا جائزہ لے کر گمراہی اور ضلالت سے بچ سکیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہوسکیں۔ ان میں سے پہلا اہم سبب یہ ہے:

ا۔ باپ دادا کی اندھی تقلید۔ گمراہی کے اسباب میں سے ایک سبب دین آباء کی اندھی تقلید ہے جو صرف اس بناء پر کی جاتی ہے کہ باپ دادا سے ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے اور کبھی خود اپنی عقل سے یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی کہ باپ دادا جو کچھ کرتے تھے وہ درست اور معقول بھی تھا یا نہیں۔ اس اندھی تقلید کیلئے کوئی دلیل اس کے سوا نہ تھی کہ یہ باپ دادا کا طریقہ ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن نے تاریخ سے بکثرت مثالیں پیش کی ہیں۔

مثال ا: حضرت هود علیہ السلام نے جب قوم عاد کو ان کی بے راہ روی پر ٹوکا اور انہیں راہ راست پر آنے کی تلقین کی تو انہوں نے صرف یہ کہہ کر ان کی تمام دلیلوں اور نصیحتوں کو رد کر دیا کہ ”کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلئے اللہ کی عبادت کریں اور ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے اس بات کا تذکرہ سورۃ الاعراف میں کرتے ہوئے فرمایا ہے: قالوا اجئتنا لنعبد الله وحده ونذر ما كان يعبد آباء نا (الاعراف:۷)

مثال ۲۔ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی تو ان کا جواب قرآن کریم نے مندرجہ ذیل نقل کیا ہے:

”قالوا يا صالح قد كنت فينا مرجوا قبل هذا اتنهانا ان نعبد ما يعبد آباء نا واننا لفی شک مما تدعونا اليه مريب (هود:۶۲) انہوں نے کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہم تجھ سے بہت کچھ امیدیں لگائے ہوئے تھے کیا تو ہمیں ان کی عبادتوں سے روک رہا ہے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمیں تو اس دین میں حیران کن شک ہے جس کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے۔

مثال ۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اہل مدین کو ان کی صریح گمراہیوں پر متنبہ کیا تو ان کا جواب بھی یہی تھا کہ اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں (هود:۸۷)

مثال ۴: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا کہ یہ کیسی مورتیاں ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو۔ تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر ان سے صاف کہہ دیا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے (الانبیاء:۵۲تا۵۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہاری دعاؤں کو سنتے بھی ہیں؟ اور تمہیں کوئی فائدہ یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں؟ مگر ان کا جواب یہ تھا کہ ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں۔ ہم تو صرف یہ اس لئے کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے دادا کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے (الشعراء:۷۲تا۷۴)

مثال ۵: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب کھلے کھلے معجزات کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کو دعوت حق دی تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ ”کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں اس طریقے سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (یونس:۷۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں اندھی تقلید سے محفوظ رکھے آمین (جاری ہے)

بچوں کی تعلیم و تربیت (قسط ۲)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال كنت خلف النبي صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام اني اعلمك كلمات احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك، اذا سالت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله، واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشيء لم ينفعوك الا بشيء قد كتبه الله لك وان اجتمعوا على ان يضروك بشيء لم يضروك الا بشيء قد كتبه الله عليك رفعت الاقلام وجفت الصحف (رواه الترمذي، ابواب صفة القيامة)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک دن (سواری پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا تو آپ نے فرمایا اے چھوٹے لڑکے یقیناً میں تجھے کچھ باتیں سکھلا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو، وہ تیری حفاظت کرے گا تو اللہ کی حفاظت کر، تو اس کے اپنے روبرو پائے گا، تو جب سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد طلب کر تو اللہ ہی سے مدد مانگو (اور اس حقیقت کو) جان لو (یعنی اچھی طرح ذہن نشین کرلو) کہ اگر ساری امت تجھے کچھ نفع پہنچانے کیلئے جمع ہو جائے تو وہ نفع نہیں پہنچے گا مگر جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر تمام امت تجھے نقصان پہنچانے کیلئے متحد ہو جائے تو تجھے اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے قلموں کو اٹھا لیا گیا ہے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

قارئین کرام!! مذکورہ حدیث شریف میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچازاد بھائی کو (جو کہ ابھی چھوٹے بچے تھے) (احفظ الله) یعنی اللہ کی حفاظت کا حکم دیا۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق احفظ اللہ تعالیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود، حقوق، اوامر و نواہی کی حفاظت کرنا ہے اور ان کی حفاظت کا معنی یہ ہے کہ اوامر الٰہیہ کی تعمیل کی جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے، حدود اللہ کا احترام کیا جائے جن اقوال یا اعمال کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اجازت دی ہے ان سے تجاوز کر کے ممنوعہ باتوں اور کاموں تک نہ جایا جائے (جامعہ العلوم والحکم: ۴۶۲/۱)

ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عم زاد کو اس بات کا حکم بھی دیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے نہ دست سوال دراز کرے اور نہ ہی مدد طلب کرے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان سب باتوں کا حکم فرما رہے تھے تب وہ غلام یعنی چھوٹے بچے تھے آنحضرت نے ان سے اپنے خطاب کی ابتداء یا غلام کے الفاظ مبارکہ سے فرمائی، جس سے مراد چھوٹا بچہ ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے والمراد بالغلام هنا الولد الصغير لا المملوك۔ یعنی اس مقام پر غلام سے مراد چھوٹا لڑکا ہے مملک نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۹/۱۶۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا احساس کرتے ہوئے ان کو انہی باتوں کا حکم دیں جن باتوں کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کم سن عم زاد کو دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

© rasailojaraid.com